سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱

استغفار کے ثمرات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ١

استغفار کے ثمرات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
یہ میں جو نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا علیہ الرحمۃ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : استغفار کے ثمرات

واعظ :عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۷ء بروز بدھ

مقامِ وعظ : جبل اُحد کا دامن، مدینہ منوّرہ

تاریخ اشاعت : ۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:92.21.34972080+ اور 92.316.7771051+

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

پیش لفظ

۲ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۷ء بروز بدھ بعد نمازِ مغرب مدینہ منوّرہ میں جبلِ اُحد کے دامن میں مُرشدی و مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا دردانگیز اور ایمان افروز بیان ہوا جس میں بعض اکابر علماء بھی موجود تھے اور اشکبار تھے۔

لہٰذا ٹیپ سے نقل کرکے افادۂ ناظرین کے لیے پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع فرمائیں، آمین۔ اس رسالہ کو ابتدا تا انتہا حضرت والا نے خود بھی ملاحظہ فرمالیا ہے۔

مرتب:
یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

اشکوں کی بلندی

خداوندا مجھے توفیق دے دے
فدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بلندی
کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

www.khanqah.org

استغفار کے ثمرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا

وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[1]

مشکوٰۃ شریف سے ایک حدیثِ پاک آپ حضرات کو سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطاکار اور گناہ گار بندوں کے لیے ایک عظیم نعمت اور عظیم تدبیر عطا فرمائی ہے کہ اگر تم سے کچھ خطائیں ہوتی رہتی ہیں اور یقیناً کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ، تم سب کے سب کثیر الخطاء ہو جیسے کہ اس کی شرح ملا علی قاری نے فرمائی ہے کہ خَطَّاءٌ کے معنیٰ ہیں کثیر الخطاء، لیکن کثرتِ خطا کا علاج کیا ہے؟ کثرتِ خطا کا علاج کثرتِ استغفار و توبہ ہے، جیسا مرض ویسی دوا۔ لہٰذا فرمایا:

کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ[2]

بہترین خطاکار وہ ہیں جو کثیر التوبہ ہیں۔ لیکن توبہ کی شرائط کیا ہیں؟ اور توبہ کب قبول ہوتی ہے؟ اس کی تین شرطیں محدثین نے بیان کی ہیں۔

شیخ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرحِ مسلم میں فرمایا کہ توبہ کی قبولیت کی تین شرطیں ہیں:

---

[1] سنن ابن ماجۃ:۲۰۶(۳۸۱۹)، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ الرحمانیۃ- مشکوٰۃ المصابیح:۲۰۴

[2] جامع الترمذی:۲/۷۶، باب الاستغفار والتوبۃ، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

۱) یہ کہ اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ، اس گناہ سے الگ ہو جائے۔ بعض لوگ بے پردہ عورتوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ مولانا! ذرا دیکھیے کیا بے پردگی ہے! لَاحَوْلَ بھی پڑھ رہے ہیں اور دیکھتے بھی جارہے ہیں، تو ایسا لَاحَوْلَ خود ان پر لَاحَوْلَ پڑھتا ہے۔ فَاِنَّ ھٰذَا الْاِسْتِغْفَارَ یَحْتَاجُ اِلَی الْاِسْتِغْفَارِ، ایسا استغفار دوسرے استغفار کا محتاج ہے، اس لیے توبہ جب قبول ہوتی ہے کہ اس گناہ سے انسان علیحدہ ہو جائے۔

۲) اور دوسری شرط یہ ہے کہ اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا، اس گناہ پر ندامتِ قلب بھی ہو، شرمندگی ہو۔ ندامت کی حقیقت تَأَلُّمُ الْقَلْبِ ہے کہ قلب میں الم پیدا ہو جائے، جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ حضرات جانتے ہیں کہ جب انہیں پتا چل گیا کہ اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ناراض ہیں تو قرآن پاک اعلان کرتا ہے ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ساری کائنات ان پر تنگ ہوگئی اور وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ، اور وہ اپنی جانوں سے بیزار ہوگئے۔[۳] اور یہ محبت کے حقوق میں سے ہے، جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی ناراضگی سے ایسا ہی اثر ہونا چاہیے۔ پس اگر گناہ ہو جائے تو اللہ کی ناراضگی اور غضب کے ساتھ کوئی چیز اچھی نہ لگے، بال بچے بھی اچھے نہ لگیں، کھانا پینا بھی اچھا نہ لگے، مکان بھی اچھا نہ لگے، ساری دنیا اس کی نگاہوں میں تنگ پڑ جائے اور اپنی جان سے بیزار ہو جائے، جب تک کہ دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر اشکبار آنکھوں سے استغفار و توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کرے۔ حالتِ نافرمانی میں اور حالتِ اصرار علی الذنب میں دنیا کی نعمتوں کو برتنا شرافتِ عبدیت کے خلاف ہے۔ بدایوں کا ایک شاعر تھا، جس کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی۔ محبت کے حق پر ایک شاعر کا شعر اور ذوق پیش کرتا ہوں۔ وہ ظالم کہتا ہے۔

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

۳؎ التوبۃ:۱۱۸

www.khanqah.org

یعنی میری بیوی جو ذرا سی ناراض ہوگئی تو مجھے ساری کائنات کی نبض ڈوبتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ لو بھائی! اپنی ہی نبض ڈوبتی ہوئی نہیں معلوم ہوئی، بلکہ کہتا ہے کہ ساری دنیا اندھیری نظر آرہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ محبت کے حقوق میں سے یہ ہے کہ محبوب کی ناراضگی سے ایسا حال ہوجاوے، اور یہ محبت تو مجازی اور چند دن کی ہے اور عارضی و فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہم پر کتنا ہے، اس کو تو ہم بیان بھی نہیں کرسکتے۔ ہماری رگِ جان سے بھی وہ قریب تر ہیں۔ ہمارا وجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجود ہوا۔ ہماری دنیا و آخرت کے سارے مسائل اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ اگر ساری دنیا ہماری تعریف کرے تو اس تعریف سے ہمارا کچھ بھلا نہ ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ نہ فرمادیں کہ میں تم سے راضی ہوگیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اگر بہت سے لوگ تمہاری تعریف کریں تو تم اپنی قیمت نہ لگالینا، کیوں کہ غلاموں کے قیمت لگانے سے غلام کی قیمت نہیں بڑھتی، غلاموں کی قیمت مالک کی رضا سے بڑھتی ہے، لہٰذا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہاں ہماری خوب تعریفیں ہورہی ہیں، لیکن وہاں ہماری قیمت کیا ہوگی یہ قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ اور ان کا دوسرا شعر بھی سنائے دیتا ہوں، کیوں کہ عارضی حیات سے بعض وقت آدمی کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

کیوں کہ جسے دنیا کا عیش حاصل ہو، ضروری نہیں ہے کہ اس کے قلب میں بھی عیش ہو۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از بروں چوں گورِ کافر پُر حلل
واندروں قہرِ خدائے عزّ وجل

اگر کسی کافر بادشاہ کی قبر پر سنگِ مرمر لگادیا جائے اور دنیا بھر کے سلاطین آکر وہاں پھولوں کی

www.khanqah.org

چادر چڑھادیں اور بینڈ باجے بج جائیں اور فوج کی سلامی ہو، لیکن ؎

واندروں قہرِ خدائے عزّ وجل

قبر کے اندر جو اللہ کا عذاب ہو رہا ہے اس کی تلافی قبر کے اوپر کے سنگِ مرمر نہیں کر سکتے اور اوپر کی روشنیاں اور بجلیاں اور دنیا والوں کے سلوٹ اور سلامی کچھ مفید نہیں ہے۔ اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کیا، چاہے ایئر کنڈیشن میں بیٹھے ہوں، بیوی بچے بھی ہوں اور خوب خزانہ ہے، ہر وقت ریالوں کی گنتی ہو رہی ہے اور بینک میں بھی کافی پیسہ جمع ہے، لیکن یہ ظاہر کا آرام ہے۔ یہ جسم ایک قبر ہے، جسم کے اوپر کا ٹھاٹ باٹ دل کے ٹھاٹ باٹ کے لیے ضروری نہیں، ایئر کنڈیشن ہماری کھالوں کو تو ٹھنڈا کر سکتے ہیں، مگر دل کی آگ کو نہیں بجھا سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہیں تو جسم لاکھ آرام میں ہو، لیکن دل عذاب میں مبتلا رہے گا اور چین نہیں پا سکتا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

اگر دل میں بہار ہے تو باہر بھی بہار ہے اور اگر دل ویران ہے سارا عالم ویران ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں یکے در کُنجِ مسجد مست و شاد

ایک شخص مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر مست ہے۔ محبت سے، اخلاص سے اللہ کا نام لے رہا ہے۔ اللہ کہنے میں اس کو اتنا مزہ آتا ہے کہ گویا ساری کائنات کی لذت کا کیپسول اس کے دل میں داخل ہو گیا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

نامِ او چو بر زبانم می رود
ہر بُنِ مو از عسل جوئے شود

فرماتے ہیں جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں، جب میری زبان سے اللہ نکلتا ہے تو میرے بال بال شہد کا دریا ہو جاتے ہیں، اور اس کی دلیل دیوانِ شمس تبریز میں دیتے ہیں۔ دیوانِ شمس تبریز کے نام سے جو دیوان لکھا ہے، وہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کلام ہے، لیکن اپنے شیخ کی

www.khanqah.org

طرف منسوب کر دیا۔ فرماتے ہیں؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ گنّوں میں رَس نہ پیدا کریں تو سارے گنّے مچھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ بک جائیں، کوئی انہیں پوچھے گا بھی نہیں۔ اور فرماتے ہیں ؎

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

یہ چاند زیادہ حسین ہے یا جس نے چاند میں حسن پیدا فرمایا ہے وہ زیادہ حسین ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت جب اللہ والوں کو مل گئی تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد کے منبر سے سلاطین مغلیہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے سلاطین مغلیہ! دیکھو! ولی اللہ سینے میں ایک دل رکھتا ہے اور اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ جواہرات ہیں۔ بڑے بکس میں ایک چھوٹا صندوقچہ ہوتا ہے اور چھوٹے صندوقچہ کی قیمت سے اس بڑے بکس کی قیمت لگتی ہے، اگر بڑے بکس میں روئی اور گدڑی اور بچوں کے پیشاب پاخانہ کے کپڑے بھرے ہوئے ہیں تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس کی حفاظت بھی نہیں کی جاتی، لیکن اگر کسی بڑے بکس میں ایک چھوٹا صندوقچہ ہے، جس میں ایک کروڑ کا کوئی موتی رکھا ہوا ہے تو وہاں سنتری اور پہرے دار بھی ہوتا ہے، چھوٹے صندوقچہ کی وجہ سے بڑے بکس کی بھی حفاظت کی جاتی ہے، لہٰذا ہمارے قلب میں اگر اللہ تعالیٰ کی محبت، ایمان اور تقویٰ جیسی نعمتیں حاصل ہیں تو ہمارے ظاہر کی بھی حفاظت کی جائے گی۔

آج ہم کو اِشکال ہوتا ہے کہ ہم اسرائیل سے کیوں پِٹ گئے؟ ہندوستان میں ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ دنیا بھر میں مسلمان کیوں ذلیل ہورہے ہیں؟ تو اصل بات یہ ہے کہ ہمارے پاس صرف بڑے بکس ہیں اور پہلے سے بہت شاندار ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ظاہر سے ہمارا ظاہر کہیں زیادہ مزیّن ہے، لیکن ان کے باطن میں جو قیمتی موتی تھا، آج ہمارے قلوب اس سے خالی ہیں اور آج اسی کی ہمیں ضرورت ہے، اور وہ کیا ہے؟ تعلق مع اللہ! اللہ تعالیٰ کی محبت، خشیت اور تقویٰ ہے۔ اسی کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

اے سلاطینِ مغلیہ! ولی اللہ اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ موتی اور جواہرات ہیں۔ آسمان کے نیچے اگر مجھ سے زیادہ کوئی امیر ہو تو سامنے آئے۔ یہ ہیں اللہ والے کہ جب اللہ کی محبت عطا ہو جاتی ہے تو سلاطین کو خاطر میں نہیں لاتے۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی اللہ کے نام سے مست ہوتا ہے اور عرشِ اعظم سے بوئے قرب آتی ہے۔

بوئے آں دلبر چوں پرّاں می شود

جب محبوبِ حقیقی کی خوشبو عرشِ اعظم سے زمین پر آتی ہے تو اولیاء اللہ اور ان کے غلاموں کو کیا ہوتا ہے؟ اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے۔

ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جتنی زبانیں ہیں عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اللہ تعالیٰ کی محبتِ غیر محدود کی لذّت کو یہ زبان مخلوق اور محدود اس کی تعبیر کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی اللہ تعالیٰ کی محبت سے مست ہوتا ہے تو کاؤس وکے کی سلطنتوں کو خاطر میں بھی نہیں لاتا، اور ایران کی سلطنتوں کو ایک جَو کے عوض میں خریدنے کے لیے تیار نہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شاہِ سنجر نے لکھا تھا کہ میں آپ کی خانقاہ پر ملک نیمروز وقف کرنا چاہتا ہوں، تو آپ نے اس کو لکھ بھیجا۔

www.khanqah.org

چوں چترِ سنجری رُخِ بختم سیاہ باد
گر در دلم بود ہوسِ ملکِ سنجرم

مثل شاہِ سنجر کی چھتری کے میرا نصیبہ بھی سیاہ ہو جائے اگر تیری سلطنت کی ہوس ولالچ مجھے ہو۔ اور فرماتے ہیں ؎

زانگہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب

جب سے مجھے آدھی رات کی سلطنت مل گئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تہجد کا سجدہ نصیب ہو گیا ہے جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سجدہ کی لذت اگر مل جائے تو مثل ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے تم بھی سلطنت کو چھوڑ دو گے۔ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی میں اللہ تعالیٰ نے "ی" لگوادیا کہ چلتے پھرتے تو سبحان اللہ کہو، لیکن سجدہ میں چوں کہ انتہائی قرب ہے اور عَلٰی قَدَمِی الرَّحۡمٰنِ تمہارا سر ہے، لہٰذا اب اپنا رشتہ ظاہر کرو کہ ہم تمہارے کیا لگتے ہیں، کہو کہ آپ میرے ربّا ہیں۔ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی، پاک ہے میرا ربّ جو بہت اعلیٰ ہے۔ اسی کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زانگہ کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب
من ملکِ نیمروز بیک جو نمی خرم

یعنی جب سے مجھے آدھی رات کی سلطنت کی خبر ملی ہے تو تمہاری سلطنت کو میں ایک جَو کے عوض خریدنے کے لیے تیار نہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ میاں اشرف علی! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے اتنا مزا آتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا، اور جب تلاوت کرتا ہوں تو اتنا مزا خدا مجھے دیتا ہے کہ تمہیں اگر وہ مزا مل جائے تو کپڑے پھاڑ کر جنگل میں بھاگ جاؤ۔ اور فرمایا کہ جنت میں جب میرے پاس حوریں آئیں گی تو میں ان سے کہوں گا کہ بی! اگر قرآن سننا ہو تو بیٹھو، ورنہ اپنا راستہ لو۔ دیکھو ہم لوگ کیا سوچ رہے ہیں اور اہل اللہ کیا سوچتے ہیں؟ ہماری سوچ میں اور ان کی سوچ میں کتنا فرق ہے! یہ عاشق ذاتِ حق ہیں۔ ایک سرکاری تنخواہ دار مولوی جو

ریاست رام پور سے تنخواہ لیا کرتے تھے، شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بخاری کا درس دے رہے تھے، درمیان میں ذرا سا موقع ملا تو جلدی سے بول پڑے کہ حضرت! نواب رام پور نے کہا ہے کہ اگر آپ ریاست میں آئیں تو میں آپ کو ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کروں گا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت رنج ہوا۔ فرمایا کہ ارے مولوی صاحب! لاکھ روپے پر ڈالو خاک، میں جو بات کہہ رہا ہوں اس کو سنو۔ پھر شاہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

جو دل پر ہم اس کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتے ہیں

یعنی ہم اپنے قلب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جو بارش دیکھتے ہیں تو ہمارا قلب نوابوں کی ریاست اور لاکھوں روپیوں سے بے نیاز ہے، کیوں کہ فیل بان جس سے دوستی کرتا ہے تو مع ہاتھی کے آتا ہے، اس لیے اس کا دروازہ بھی بڑا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو اپنا نورِ خاص، تجلی خاص، قربِ خاص عطا کرتے ہیں اس کے دل کو بہت بڑا بنا دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ظاہرش را پشّہ آرد بہ چرخ
باطنش باشد محیطِ ہفت چرخ

کسی ولی اللہ کا ظاہر تو اتنا کمزور ہو سکتا ہے کہ اگر مچھر کاٹ لے تو ناچنے لگے، لیکن اس کا باطن ساتوں آسمان کی گردش کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں۔

جب کبھی وہ اِدھر سے گزرے ہیں
کتنے عالَم نظر سے گزرے ہیں

اور اسی کو جگر مراد آبادی نے یوں تعبیر کیا ہے۔

کبھی کبھی تو اسی ایک مشتِ خاک کے گرد
طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گزرے

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں دوستو! کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں لذت اور مٹھاس اس قدر ہے کہ زبان اس کی تعبیر سے قاصر ہے۔ تھانہ بھون میں ایک بزرگ تھے سائیں توکل شاہ۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے تھے کہ حضرت جی! مجھے اللہ کے نام میں اتنا مزہ آوے ہے کہ میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے (یہ تھانہ بھون کی زبان ہے) پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا منہ میٹھا ہو جاوے ہے۔

شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حلاوتِ ایمانی کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ حلاوتِ ایمانی اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو ان اعمال کو اختیار کرتا ہے جن پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ مثلاً اہل اللہ سے محبت رکھنا، بدنظری سے اپنی حفاظت کرنا وغیرہ یعنی جن اعمال پر حلاوتِ ایمانی کے وعدے وارد ہیں، ان سب کے سبب قلب کو اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی عطا فرماتے ہیں، لیکن بعض لوگوں کو حلاوتِ حسیہ بھی عطا کر دیتے ہیں، یعنی ان کے منہ میں بھی مٹھاس محسوس ہو جاتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جس کو چاہیں عطا فرماویں، لیکن قلب تو ہر ایک کا اس حلاوت کو پا ہی جاتا ہے، قلب کے اندر ایک سکون فوراً ہر ایک کو مل جاتا ہے۔

تو میرے دوستو اور عزیزو! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ظاہر کے عیش کی جتنی فکر ہے، اس سے زیادہ ہمیں اپنے قلب کو باخدا بنانے کی فکر ہونی چاہیے اگر چین سے رہنا ہے، ورنہ ایئر کنڈیشن میں افکار و پریشانی اور مصیبتوں سے دل گرم رہے گا۔ ہزاروں لاکھوں ریالوں میں قلب افکار کی لاتوں اور گھونسوں سے غمزدہ، مشوش اور پریشان رہے گا۔ اس لیے کہ ظاہر کا عیش باطن کے عیش کے لیے ضروری نہیں۔ چناں چہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں یکے در کُنج مسجد مست و شاد
واں یکے در باغ ترش و نامراد

ایک شخص مسجد میں چٹائی پر مست ہے اور ایک باغ میں ہے، چاروں طرف پھول ہیں، لیکن غموں کے کانٹوں سے غمگین و نامراد ہے۔ یہ پھولوں میں رو رہا ہے اور وہ کانٹوں میں ہنس رہا ہے۔ اب کوئی کہے کہ یہ تو اجتماعِ ضدین ہے۔ غم میں اللہ تعالیٰ کیسے خوش کر دیتا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ کیوں صاحب! یہ واٹر پروف گھڑیاں جو سوئٹزرلینڈ بنا رہا ہے، چاروں طرف پانی ہے،

www.khanqah.org

مگر پانی اثر کیوں نہیں کررہا؟ یہ کیوں واٹر پروف ہے؟ اللہ اپنے عاشقوں کے قلب کو بھی غم پروف کردیتا ہے۔ جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نظرِ عنایت ہوتی ہے ہزاروں غم میں بھی وہ خوش اور بے غم رہتا ہے، وہ غم اس کی اصلاح اور تربیت کے لیے ہوتے ہیں، اس کی ایمانی ترقیات کے لیے ہوتے ہیں، مگر اس وقت بھی وہ اندر اندر مست اور خوش رہتا ہے، چاہے وہ رو بھی رہا ہو، آنکھیں اشکبار ہوں غم سے، مثلاً اپنے بچوں کی بیماری سے یا اپنی بیماری سے، مگر اس کے قلب میں پریشانی نہیں گھستی اور اس کی دلیل کیا ہے؟ اس کی دلیل شامی کباب ہے۔ مرچ والا شامی کباب ایک شخص کھارہا ہے، آنسو بہہ رہے ہیں، ذرا اس سے کوئی کہہ تو دے کہ میاں آپ کچھ مصیبت میں معلوم ہو رہے ہیں، یہ شامی کباب چھوڑ دیجیے، آپ بلاوجہ رو رہے ہیں، آپ نہ کھائیے، مجھے دے دیجیے تو وہ کیا کہے گا کہ دل اندر اندر لذت لے رہا ہے، میں اندر لذت درآمد کررہا ہوں، یہ مزے داری کے آنسو ہیں، یہ غم کے آنسو نہیں ہیں۔

اسی طرح اگر اللہ کو راضی کرلیا جائے، ہر نافرمانی چھوڑ دی جائے، کیوں کہ نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دُور ہو جاتی ہے، ہر معصیت خدا سے دُور کرتی ہے، معصیت کی خاصیت ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی اللہ سے دور کرتا ہے اور نیکی کی خاصیت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اللہ سے قریب کرتی ہے، لہٰذا جتنے گناہ ہیں ان کو زہر سمجھ کو چھوڑ دیا جائے اور صالحین کی صحبت میں رہا جائے اور اللہ کا نام لیا جائے تو اللہ قلب کو غم پروف کردیتا ہے۔ ایسا شخص دنیا میں ہر وقت مست و شاد رہتا ہے، جتنے بھی غم ہیں وہ دل کے باہر ہی باہر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت جب کسی پر ہوتی ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ میں اس بندے کو خوش رکھوں تو دنیا کے حوادث اس کو غمگین نہیں کرسکتے۔ اب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر سنیے، وہ فرماتے ہیں ؎

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بندِ پائے آزادی شود

اگر اللہ تعالیٰ فیصلہ کرلے کہ میں اس بندے کو خوش رکھوں تو غم کی عینیتِ مصطلحہ یعنی اصطلاحاً جو عینیت ہے، یعنی غم کی ذات کو اللہ تعالیٰ خوشی بنادیتا ہے۔ (یہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

کی شرح ہے کلید مثنوی دفتر ششم میں) دنیاوالے تو غم کو ہٹائیں گے اور خوشی کے اسباب لائیں گے، آگ کو ہٹائیں گے اور پانی لائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اجتماعِ ضدین پر قادر ہے، وہ آگ کو پانی بنادیتا ہے اور غم کی ذات کو خوشی بنادیتا ہے اور پاؤں کی بیڑی اور قید کو آزادی بنادیتا ہے۔

چناں چہ سیّدنا یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں ڈالے گئے تو انہوں نے کیا فرمایا رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ[۴] اے میرے ربّ! یہ آپ کی راہ کا قید خانہ ہے، آپ کی وجہ سے قید خانہ جارہا ہوں اور جہاں آپ ہوں، خالق گلستاں جہاں ہو وہ قید خانہ قید خانہ نہیں رہتا، وہ مجھے اَحَبُّ ہے۔ اسی کو میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے پیارے ہیں، اتنے محبوب ہیں کہ جن کی راہ کے قید خانے اَحَبُّ ہوتے ہیں ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔

دوستو! اگر خدا کی راہ میں نظر کی حفاظت کرنے میں، گناہ کے چھوڑنے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور دل میں غم پیدا ہوجائے تو واللہ! ساری دنیا کے پھول اگر اس کانٹے کو سلامی پیش کریں تو اللہ تعالیٰ کی راہ کے کانٹوں کی عظمت کا حق ساری دُنیا کے پھول اپنی سلامی سے ادا نہیں کرسکتے۔ خدا کی نافرمانی چھوڑنے میں جو دل کو غم آیا ہے، ساری دنیا کی خوشیاں اگر اسے سلام کریں تو اس غم کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا کانٹا ہے، خدا کے راستے کا غم ہے، اس کی قیمت کچھ نہ پوچھو، اس کی قیمت انبیاء اور اولیاء کی جانیں سمجھتی ہیں۔ اس لیے وہ ہر حال میں مست و شاد رہتے ہیں کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کے دل کو ہر وقت خوش رکھتا ہے، پریشانی اور غم ان کے دل تک نہیں پہنچ سکتے، باہر باہر رہتے ہیں۔ خوشی اور غم دونوں کیسے جمع ہوسکتے ہیں اور کانٹوں کے ساتھ دل کیسے مسکرا سکتا ہے؟ اس پر میرا ایک شعر ہے۔

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

اگر کلیوں کو یہ نعمت مل سکتی ہے کہ وہ کانٹوں میں کھل جائیں تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کے قلوب کو تسلیم و رضا کی برکت سے عین غم کی حالت میں خوش

[۴] یوسف:۳۳

www.khanqah.org

نہیں رکھ سکتا؟ میرا ایک اور شعر ہے ؎

اس خنجرِ تسلیم سے یہ جانِ حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے

جس حالت میں اللہ رکھے، بندے کا کام ہے کہ راضی رہے۔ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ تسلیم ورضا کی برکت سے وہ ہر حال میں خوش رہے گا۔ مجھے اپنا ایک شعر اور یاد آیا ؎

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

یہ تسلیم ورضا بہت بڑی چیز ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ بتاؤ! اخلاص سے اونچا کیا مقام ہے؟ حضرت نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم، فرمایا کہ تسلیم ورضا، اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنا۔ اس تسلیم سے بہت بڑا انعام ملتا ہے۔ علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غم دو جہاں سے فراغت ملے

اللہ تعالیٰ کا غم بڑا ہی لذیذ ہے۔ میاں! یہ انبیاء اور اولیاء کا حصہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے راستے میں آدھی جان لیتا ہے لیکن سینکڑوں جان عطا کرتا ہے ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور معرفت عطا فرمادی وہ سب گناہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جگر مراد آبادی نے شراب چھوڑ دی، داڑھی رکھ لی حالاں کہ اتنا پیتا تھا کہ مشاعرہ میں لوگ اُٹھا کر لے جاتے تھے۔ خود کہتا ہے کہ ؎

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا
پینے کو تو بے حساب پی لی

لیکن جب اللہ کا خوف آیا توبہ کرلی اور حضرت حکیم الامت سے جاملا، دُعا کرائی کہ حضرت! دعا کردیجیے کہ شراب چھوڑدوں، حج کر آؤں اور داڑھی رکھ لوں۔ داڑھی ایک مشت پوری رکھ لی، شراب چھوڑ دی۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ شراب نہ پی تو مر جاؤ گے۔ کہا کہ مر تو جاؤں گا، لیکن اگر شراب پیتا رہا تو کب تک زندہ رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ دو چار سال اور گاڑی چل جائے گی، فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ جینے سے بہتر ہے کہ جگر اسی وقت شراب چھوڑنے سے مر جائے کیوں کہ اس وقت اللہ کی رحمت کے سائے میں جگر کی موت ہوگی، اور اگر پیتا ہوا مروں گا تو اللہ کے غضب کے ساتھ موت آئے گی۔ اس سے بہتر ہے کہ میں ابھی مر جاؤں۔ پھر اللہ کی رحمت سے جگر صاحب خوب جیے اور خوب اچھی صحت بھی ہوگئی، اور سنت کے مطابق داڑھی رکھنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے ایک شعر کہلادیا ۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

میرٹھ میں ایک بار یہ تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا ان کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ اس ظالم کو خبر نہیں تھی کہ جگر آج داڑھی لیے ہوئے صحیح معنوں میں مسلمان بنا ہوا میرے تانگے میں بیٹھا ہوا ہے۔ جگر اس شعر کو سن کر رونے لگے کہ اللہ! آپ نے اپنی عطا سے پہلے ہی یہ شعر کہلوا دیا اور نافرمانی اور گناہ سے نجات عطا فرمائی۔

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پاجامہ ٹخنہ سے اُوپر کرنا، ایک مشت داڑھی رکھنا، بد نظری کو چھوڑنا، غیبت چھوڑنا، اپنے کو سب سے حقیر سمجھنا، یعنی تمام ظاہری و باطنی احکام کو بجالانا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں اہل اللہ کی صحبتوں کا اہتمام ضروری ہے۔ اہل اللہ کی صحبتوں سے یقین منتقل ہوتا ہے۔ صالحین کی صحبت کی اہمیت بخاری و مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ سو قتل کے مرتکب کو حکم ہوا کہ جاؤ ایک قریۂ صالحہ ہے، وہاں تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی۔ سبحان اللہ! اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ جس زمین پر وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں، سبحان اللہ، الحمدللہ کہتے ہیں، اشکبار آنکھوں سے آنسو گرادیتے ہیں، اس زمین کو خدا یہ عزت دیتا ہے کہ اس بستی میں سو قتل کرنے والے کی توبہ کی قبولیت کی قید لگ رہی ہے،

www.khanqah.org

جبکہ اس قادرِ مطلق، غفّار اور توّاب کی طرف سے ہر زمین پر یہ مغفرت ممکن تھی لیکن اپنی عنایات اور رحمتِ خاصّہ کے ظہور و نزول کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کی سرزمین کو تجویز فرمایا۔ اس سے اللہ والوں کی عظمت اور قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے میں لکھا ہے کہ صالحین کی بستی کا نام نَصَرَةٌ اور گناہوں والی بستی کا نام کَفَرَةٌ تھا[۵] اور وہ شخص صالحین کی اس بستی تک پہنچ بھی نہ سکا کہ راستے میں موت آگئی، فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَهَا پس مرتے وقت اپنے سینے کا رُخ اس بستی کی طرف کر دیا اور اس ادا پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمادیا اور کیسے فضل فرمایا؟ عذاب کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ اسے ہم لے جائیں گے، کیوں کہ اس بستی تک نہیں پہنچا اور رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ تو اس طرف چل دیا تھا۔ موت تو اس کے اختیار میں نہیں تھی، لہٰذا اسے ہم لے جائیں گے۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرشتہ بھیجا۔ اس نے کہا کہ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا، دونوں بستیوں کے فاصلوں کی پیمائش کرلو اور ادھر صالحین کی بستی کو حکم دیا کہ تَقَرَّبِيْ، تو تھوڑی سی قریب ہو جا کہ تجھ پر اہل تقرب رہتے ہیں اور گناہوں والی بستی سے فرمایا تَبَاعَدِيْ، تو دُور ہو جا کہ تجھ پر اہل تباعد رہتے ہیں، جو مجھ سے دُور ہیں اور اس کا نام محدثین نے فَضْلٌ فِيْ صُوْرَةِ عَدْلٍ رکھا ہے۔[۶] یہ فضل بصورتِ عدل ہے، یعنی فرشتوں سے تو پیمائش کرا رہے ہیں اور کام خود بنا رہے ہیں۔ اس پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا شعر یاد آیا۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انتظام تھا، ورنہ وہ بستی دُور تھی۔

عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

ارے اگر تھوڑا سا ہم ان کا نام لے لیں اور ان کو استغفار کر کے راضی کر لیں تو مستغفرین بھی متقین کے درجہ میں ہو جائیں گے۔

---

۵ فتح الباری: ۶/۵۱۷، باب قوله ام حسبت ان اصحٰب الکھف، دار المعرفة، بیروت

۶ مرقاة المفاتیح: ۵/۱۲۸، باب الاستغفار، المکتبة الامدادیة، ملتان

www.khanqah.org

اِنَّ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ نُزِّلُوْا بِمَنْزِلَةِ الْمُتَّقِیْنَ[۷]

استغفار کی جو حدیث میں نے شروع میں پڑھی تھی، اب اس کا ترجمہ سنیے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے استغفار کو لازم کرلیا۔ لزوم بمعنٰی کثرت کے ہیں، یعنی جو شخص کثرت سے استغفار کرتا ہے، اس کی شرائط کے ساتھ، جس کی دو شرطیں تو بیان ہو گئیں:

۱) اس معصیت سے الگ ہو جائے۔

۲) اس گناہ پر قلب میں ندامت پیدا ہو جائے۔

۳) تیسری شرط قبولیتِ توبہ کی محدثین نے یہ لکھی ہے:

اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِهَا اَبَدًا[۸]

پکا عزم کرلے کہ اے خدا! اب آیندہ کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا۔ اگر شیطان کان میں کہے کہ تو پھر یہ گناہ کرے گا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عزم عَلَی التَّقْوٰی قبولیتِ توبہ کے لیے کافی ہے۔ اس عزم کو اللہ کے یہاں قبولیت حاصل ہے، بشرطیکہ اس عزم کو توڑنے کا عزم نہ ہو۔ اگر شکستِ ارادہ کا ارادہ نہیں ہے، تو یہ ارادہ اللہ کے یہاں قبول ہے۔ بس توبہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہہ لیا جائے کہ اے اللہ! میں نے آپ کے بھروسہ پر پکا ارادہ کرلیا کہ اب کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا۔ اور اگر ٹوٹ جائے تو پھر معافی مانگ لیں۔ اللہ کو چھوڑ کر ہم کہاں جاسکتے ہیں؟

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

نہ چت کرسکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے

ارے اس سے کُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تُو دبالے

---

۷ مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۵/۵، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۸ شرح مسلم للنووی: ۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

آہ! گناہ تو نہ چھوڑا، اللہ کو چھوڑ دیا۔ ارے اللہ سے تعلق توڑ کر کہاں ٹھکانہ ہے، کیا کوئی دوسرا خدا ہے؟

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کدھر جائے بندہ گنہگار تیرا

دوستو! گناہ گاروں کا بھی اللہ وہی ہے اور نیکوں کا بھی وہی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر ہم کہاں جائیں گے؟ اور کوئی ٹھکانہ بھی تو نہیں ہے۔ توبہ واستغفار کا اہتمام نہایت ضروری ہے، شیطان ایسے وقت دل میں شرمندگی ڈالتا ہے، غلط حیا ڈالتا ہے، کہتا ہے تم کس منہ سے توبہ کرتے ہو؟ تمہیں شرم بھی نہیں آتی۔ روزانہ پھر وہی حرکت کرتے ہو جس سے توبہ کرتے ہو۔ یہ شرم، شرم نہیں ہے۔ حقیقتِ حیا کیا ہے؟ محدّثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

حَقِیْقَةُ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاكَ لَا یَرَاكَ حَیْثُ نَهَاكَ[۹]

تیرا مولیٰ تجھے اپنی منع کی ہوئی حالت میں نہ پائے۔ اپنی نافرمانی کی حالت میں خدا ہمیں دن رات دیکھ رہا ہے اور ہم بڑے حیادار بنتے ہیں، توبہ کرتے ہوئے حیا آتی ہے اور گناہ کرتے ہوئے حیا نہیں آتی، یہ کتنا بڑا شیطانی دھوکا ہے، حالاں کہ اصلی حیا یہ ہے کہ آدمی نافرمانی سے رُک جائے۔ گناہ کرتے ہوئے شرم آئے۔ بعض لوگ غالب کا یہ شعر پڑھتے ہیں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

[۹] مرقاۃ المفاتیح:۱/۷۰،کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

www.khanqah.org

اگر اس شعر پر عمل کرتے تو آج اہل ایمان کعبہ سے محروم ہو جاتے، لہٰذا یہ شعر واجب الاصلاح تھا۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب جو شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے خلیفہ ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اختر میاں! میں نے اس شعر کی اصلاح کر دی، ورنہ غالب کا یہ شعر اللہ کی رحمت سے نااُمید کر کے کعبہ سے محروم کر دیتا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! سنا دیجیے، کیا اصلاح فرمائی؟ فرمایا کہ یہ اصلاح کر دی۔

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا

ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

اللہ اللہ! دیکھو اللہ والوں کے شعر میں اور دنیاداروں کے شعر میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اگر مچھلی کو دس مرتبہ شکار کر لو، لیکن اس کے کان میں کہو کہ پانی میں جائے گی یا حیا کرے گی؟ تو وہ کہے گی ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست
ماہیاں را با یبوست جنگہاست

اے شکاریو! اگرچہ تم نے خشکی میں ہزاروں رنگینیاں پیدا کر دی ہیں، مرنڈا بھی ہے، شامی کباب بھی ہے، بریانی بھی ہے لیکن یہ سب ہمارے لیے موت ہے ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست
ماہیاں را با یبوست جنگہاست

یہ یبوست ہمارے لیے مفید نہیں، ہمیں پانی میں ڈال دو، وہاں کے طوفان بھی ہمارے لیے مفید ہیں۔ مؤمن کے لیے اللہ کی رضامندی کے ساتھ سب کچھ خیر ہے، برکت ہے جس حالت میں بھی خدا رکھے، اور اگر اللہ ناراض ہے تو لاکھوں اسبابِ عیش میں اس کی رُوح مثل ماہی بے آب کے بے چین رہے گی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جو شخص

کثرت سے استغفار کرتا رہتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا رہتا ہے۔ گناہ سے جو تعلق ٹوٹ گیا، رو کر، گڑگڑا کر، اِلحاح کر کے، اشکبار آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق بندگی کا جوڑتا رہتا ہے، اس کو کیا انعامات ملتے ہیں، اس کا بیان آگے آرہا ہے، لیکن دوستو! پہلے ان آنسوؤں کی قیمت سنو، مشکوٰۃ کی روایت ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ ثُمَّ يُصِيبُ شَيْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مؤمن بندے کی آنکھوں سے آنسو ندامت کے اور اللہ کے خوف سے نکل آئیں، اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں، تو اس چہرے پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام فرمادیتے ہیں۔ میں نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ہمیشہ اپنے آنسو چہرے پر مَل لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ہمیشہ آنسوؤں کو اسی طرح چہرے پر مَل لیتے تھے، پھر میں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت دیکھی کہ میں یہ آنسو چہرے پر اس لیے ملتا ہوں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آنسو جہاں لگ جاتے ہیں دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس پر ایک علمی اِشکال یہ ہوتا ہے کہ اگر چہرے پر آنسو مَل لیے تو چہرہ تو جنت میں چلا گیا، لیکن باقی جسم کا کیا ہوگا؟ پھر حضرت نے اس کو سمجھانے کے لیے ایک واقعہ بیان کیا کہ بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کسی ریاست کا ایک راجہ تھا، وہ مرگیا۔ اس کے لڑکے کے جو چچا وغیرہ تھے، وہ اس کی ریاست پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور اس کو محروم کرنا چاہتے تھے، وزیروں نے اس کے باپ کا نمک کھایا تھا، اس کو سکھلایا کہ بیٹا! دہلی چلو، ہم عالمگیر سے سفارش کردیں گے، تم بچے ہو بادشاہ رحم کردے گا اور تمہیں تمہارے باپ کی گدّی دے دے گا اور دو وزیر اس کو راستہ بھر پڑھاتے رہے کہ بادشاہ یہ پوچھے تو یہ کہنا اور یہ پوچھے تو یہ کہنا۔ پھر جب دہلی کا قلعہ قریب آیا تو لڑکے نے کہا کہ آپ

---

[1] سنن ابن ماجۃ: ۳۲۶(۴۱۹۷)،(باب الحزن والبکاء)،المکتبۃ الرحمانیۃ

لوگوں نے جو پڑھایا ہے، اگر بادشاہ نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا سوال کرلیا تو کیا جواب دوں گا؟ تب دونوں وزیر ہنسے اور کہا کہ یہ لڑکا بہت چالاک ہے، یہ خود ہی جواب دے لے گا۔ اس کی رہبری کی ضرورت نہیں۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ حوض پر نہا رہے تھے کہ یہ لڑکا پہنچا اور اس نے سلام کیا اور کہا کہ حضور! میں کچھ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ درخواست سن کر عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور کہا کہ میں تجھ کو اس پانی میں ڈبودوں؟ لڑکا زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔ تب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسے پاگل کو کیا ریاست ملے گی۔ تجھ کو تو کہنا چاہیے تھا کہ ہمیں نہ ڈبویئے، لیکن تو موقع خوف پر ہنس رہا ہے، یہ تو پاگلوں کا کام ہے۔ تو کیا ریاست سنبھالے گا۔ اس نے کہا کہ حضور! پہلے آپ مجھ سے سوال تو کرلیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں، پھر جو آپ کا فیصلہ ہو وہ کریں۔ فرمایا کہ اچھا بتاؤ کیوں ہنسے؟ اس نے کہا کہ حضور! آپ بادشاہ ہیں، بادشاہوں کا اقبال بہت بڑا ہوتا ہے، اگر میری انگلی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو میں نہیں ڈوب سکتا تھا، نہ یہ کہ میرے دونوں بازو آپ کے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔

حضرت نے اس واقعہ کو بیان کرکے فرمایا کہ ایک کافر کا بچہ ایک دنیوی بادشاہ کے کرم پر اتنا اعتماد رکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے کرم کو کیا قیاس کرتے ہو کہ وہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کردیں تو کیا اس کا جسم دوزخ میں پھینک دیں گے؟ اللہ تعالیٰ کریم ہیں۔ کریم کی تعریف مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَبِدُوْنِ الْمِنَّۃِ [1] جو بلا استحقاق عطا کردے، نالائقوں پر فضل کردے وہ کریم ہے، ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ جس کا چہرہ جنت میں داخل کریں گے اس کے جسم کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا کہ آخری وقت میں یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ فرماتے تھے۔

بس ہم سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے بالکل بے کھٹک استغفار و توبہ کریں اور اُمید رکھیں اور جب آنسو نکل آئیں تو ان کو مل کر چہرے پر پھیلا لیں اور اگر آنسو نہ نکلیں تو رونے والوں کی شکل بنالیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، یہ تیسرے صحابی ہیں، فرماتے ہیں کُنْتُ ثَالِثَ الْاِسْلَامِ میں تیسرا مسلمان ہوں اور فرمایا اَنَا

---

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۲/۳، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

اَوَّلُ مَنْ رَمَی السَّھْمَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ میں پہلا وہ مسلمان ہوں جس نے اللہ کے راستے میں کافروں کے مقابلے میں پہلا تیر چلایا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دُعا دی اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ اے اللہ! سعد بن ابی وقاص کے تیر کا نشانہ صحیح کر دے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرما اور یہ بھی فرمایا اِرْمِ یَا سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ، اے سعد! تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔[۱۲]

یہ نعمت صرف دو صحابیوں کو حاصل ہے، ایک حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک ان کو۔ محدثین نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کے علاوہ کسی کے لیے یہ جملہ نہیں فرمایا، اور یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، احد العشرہ بھی ہیں اور آخر العشرہ بھی ہیں، یعنی ان کے انتقال کے بعد تمام عشرہ مبشرہ ختم ہوگئے۔ وہ روایت کرتے ہیں:

اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا[۱۳]

روؤ (اللہ کی محبت یا خوف سے) اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ ایک اور حدیث ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا مَا النَّجَاۃُ یَا رَسُوْلَ اللہِ، نجات کیسے ملے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ زبان کو قابو میں رکھو یعنی مضر باتیں نہ نکلنے دو اور زبان پر اس طرح مالکانہ حق استعمال کرو جیسے غلام کو قابو میں رکھا جاتا ہے اور فرمایا وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ اور تمہارا گھر تمہارے لیے وسیع ہو جائے، یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو اور اِدھر اُدھر پھرنے کی عادت نہ ڈالو، بلکہ اپنے نیک کاموں میں مشغول رہو۔[۱۴] مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ھٰذَا زَمَانُ السُّکُوْتِ وَمُلَازَمَۃُ الْبُیُوْتِ وَالْقَنَاعَۃُ بِالْقُوْتِ حَتّٰی یَمُوْتَ[۱۵]

یہ زمانہ سکوت کا ہے اور گھروں سے چپکے رہنے کا ہے اور بقدرِ ضرورت معاش پر قناعت کا ہے یہاں تک کہ موت آجاوے۔ اور آخر میں فرمایا وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ، اپنی خطاؤں پر

---

۱۲ کنز العمال: ۱۳/۲۱۲ (۳۶۶۴۴) مؤسسۃ الرسالۃ - مشکوٰۃ المصابیح: ۵۹۶، الاکمال فی اسماء الرجال

۱۳ سنن ابن ماجۃ: ۴۴۶، باب الحزن والبکاء، المکتبۃ الرحمانیۃ

۱۴ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۱۳، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، المکتبۃ القدیمیۃ

۱۵ مرقاۃ المفاتیح: ۹/۱۵۰، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

روتے رہو۔ معلوم ہوا کہ نجات کا راستہ ہے اپنی خطاؤں پر رونا، لیکن اگر رونا نہ آئے تو کیوں کہ رونا بندے کا اختیاری فعل نہیں اس لیے اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربان جایئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے کے لیے اپنی اُمت کو ہدایت فرمادی کہ فَاِنۡ لَّمۡ تَبۡکُوۡا فَتَبَاکَوۡا کہ اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو، کیوں کہ رونے والوں کی شکل بنالینا تو ہر شخص کے اختیار میں ہے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

جب دنیا کے کریموں کا یہ حال ہے کہ فقیروں کا بھیس بنانے والوں کو بھی محروم نہیں رکھتے اور یہ کرم ان کا ذاتی نہیں ہے بلکہ اس کریم حقیقی کے خزانۂ کرم کی ایک ذرّہ بھیک ہے تو پھر اس سرچشمۂ کرم حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا کیا عالم ہوگا! اس کا تو ہم اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ پس اگر آنسو نہ نکلیں تو رونے والوں کی شکل بنا کر پھر اس کریم کے فضل و کرم کا تماشا دیکھیں۔ اب حدیث شریف کا ترجمہ مکمل کرکے بیان ختم کرتا ہوں:

مَنۡ لَّزِمَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ کُلِّ ضِیۡقٍ مَّخۡرَجًا

جو شخص کثرت سے استغفار کرے گا، اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے اس کو نجات دے دیں گے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ تنگی میں پھنسا ہوا ہوں کیا کروں؟ اس کا علاج استغفار ہے، وَمِنۡ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا، اور ھَمّ سے اللہ تعالیٰ اس کو نجات دیتا ہے اور ھَمّ کے معنیٰ کیا ہیں؟ مّلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلۡھَمُّ ھُوَ الۡحُزۡنُ الَّذِیۡ یُذِیۡبُ الۡاِنۡسَانَ، ھَمّ وہ غم ہے جو انسان کو گھلا دے، وَالۡحُزۡنُ لَیۡسَ کَذٰلِکَ، حُزۡنُ سے ھَمّ زیادہ شدید ہوتا ہے۔[۱۶] اللہ تعالیٰ استغفار کی برکت سے اس کو دفع فرمادیتے ہیں کیوں کہ توبہ سے بندہ حق تعالیٰ کا محبوب ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ[۱۷] اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں اور دنیا میں بھی کوئی شخص اپنے محبوب دوست کو غم میں نہیں دیکھ سکتا تو حق تعالیٰ شانہٗ

---

[۱۶] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۱۷، باب الدعوات فی الصفات، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

[۱۷] البقرۃ: ۲۲۲

جس کو اپنا محبوب بنالیں وہ کیسے غم میں رہ سکتا ہے اور اس حدیث شریف کا آخری جملہ ہے وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ [۱۸] اور مستغفرین تائبین کو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے ان کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

حضرت مّلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں گناہ گاروں کے لیے بڑی تسلی ہے کہ متقین کو نعمتِ تقویٰ پر جو انعامات ملتے ہیں رونے والوں کو، توبہ کرنے والوں کو، مستغفرین نادمین کو بھی استغفار و توبہ پر ان ہی انعامات کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ فَنَزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْمُتَّقِيْنَ۔

مّلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک اس آیت شریف سے مقتبس ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ [۱۹]

ان آیات کا ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانوی نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا (اور کیوں کہ ایک شعبہ تقویٰ کا توکل ہے اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس (کی اصلاحِ مہمّات) کے لیے کافی ہے۔

دوستو! رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قربان جایئے کہ آپ کی رحمت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میری اُمت کے خطاکار بندے محروم رہ جائیں۔ پس مستغفرین و تائبین کے لیے بھی ان ہی انعامات کا وعدہ فرمایا جو متقین کو عطا ہوں گے اور یہ کیا کم نعمت ہے کہ متقین کے درجہ کو پہنچ جائیں، چاہے صفِ ثانی میں رہیں۔ حافظ عبدالولی صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت! میرا حال بہت خراب ہے، نہ جانے قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا؟ حضرت نے تحریر فرمایا کہ ان شاء اللہ! بہت اچھا حال ہوگا۔ اگر کاملین

---

۱۸ سنن ابن ماجة:۳۰۶ (۳۸۱۹) (باب الاستغفار والتوبة، المكتبة الرحمانية - مشكوٰة المصابيح:۲۰۴

۱۹ الطلاق:۲،۳

میں نہ اُٹھائے گئے تو ان شاء اللہ تائبین میں ضرور اُٹھائے جائیں گے اور یہ بھی بڑی نعمت ہے، اور فرمایا کہ یہ ہمارے سلسلہ کی برکت ہے، جو لوگ اللہ والوں سے جڑے رہتے ہیں محروم نہیں رہتے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کانٹے پھولوں کے دامن میں اپنا منہ چھپائے ہوئے ہیں ان کو باغبان گلستان سے نہیں نکالتا، لیکن جو خالص کانٹے ہیں اور پھولوں سے اعراض کیے ہوئے، ان سے مستغنی اور دُور ہیں ان کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ فرماتے ہیں ؂

آں خارمی گریست کہ اے عیب پوش خلق
شد مستجابِ دعوت او گلعذار شد

ایک کانٹا زبانِ حال سے رو رہا تھا کہ اے مخلوق کے عیب چھپانے والے خدا! میرا عیب کیسے چھپے گا کہ میں تو کانٹا ہوں۔ اس کی یہ فریاد و گریہ وزاری قبول ہوئی اور حق تعالیٰ کے کرم نے اس کی عیب پوشی اس طرح فرمائی کہ اس پر پھول اُگا دیا جس کی پنکھڑیوں کے دامن میں اس خار نے اپنا منہ چھپالیا۔ پس اگر ہم کانٹے ہیں، نالائق ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہا کریں۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اوّل تو ہم خلعتِ گل سے نواز دیے جائیں گے یعنی اللہ والے ہو جائیں گے، ورنہ اگر کاملین میں نہ ہوئے تو تائبین میں ان شاء اللہ تعالیٰ! ضرور اُٹھائے جائیں گے، مثل خار کے محروم نہ رہیں گے۔ اس مضمون کو احقر نے اپنے اشعار میں شیخ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے ؂

ہمیں معلوم ہے تیرے چمن میں خار ہے اختؔر
مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر

چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گل تر کے
تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

اہل اللہ کی صحبت کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والا گناہ پر قائم نہیں رہتا، توفیق توبہ ہو جاتی ہے اور شقاوت سعادت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ بخاری کی روایت ہے:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ [۲۰]

---

۲۰ صحیح البخاری: ۲/۹۴۸ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، مطبوعۃ المکتبۃ المظہریۃ

www.khanqah.org

یعنی یہ ایسے مقبولانِ حق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم اور شقی نہیں رہ سکتا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری فتح الباری میں حدیث شریف کے اس جملے کی یہ تشریح کی ہے:

اِنَّ جَلِیْسَھُمْ یَنْدَرِجُ مَعَھُمْ فِیْ جَمِیْعِ
مَایَتَفَضَّلُ اللہُ بِہٖ عَلَیْھِمْ اِکْرَامًا لَّھُمْ[۲۱]

اہل اللہ صالحین کی صحبت میں بیٹھنے والا ان ہی کے ساتھ درج ہو جاتا ہے ان تمام نعمتوں میں جو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو عطا فرماتا ہے اور یہ اہل اللہ کا اکرام ہوتا ہے۔ جیسے معزز مہمان کے ساتھ ان کے ادنیٰ خدام کو بھی وہی اعلیٰ نعمتیں دی جاتی ہیں جو معزز مہمان کے لیے خاص ہوتی ہیں۔ پس اہل اللہ کے جلیس و ہم نشین کو بھی ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ محروم نہیں فرماتے۔

بس اب دُعا کر لیجیے کہ جو کچھ عرض کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہم لوگوں کو دل سے استغفار و توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنا صحیح اور قوی تعلق نصیب فرمائے اور اے اللہ! صدیقین کا جو انتہائی مقام ہے، جہاں ولایت ختم ہو جاتی ہے، اے اللہ! آپ کریم ہیں اور نااہلوں پر بھی فضل فرمانے والے ہیں۔

اَنْتَ الْکَرِیْمُ، اے اللہ! اپنے کریم ہونے کی شان کے مطابق ہم سب کو اولیائے صدیقین کے آخری مقامِ ولایت، جو انتہائے ولایت ہے جہاں پر ولایت ختم ہوتی ہے، اے اللہ! ہم سب کو وہاں تک پہنچا دیجیے اور اولیاء کے اخلاق، ان کا ایمان اور ان کا یقین ہم سب کو نصیب فرما دیجیے۔ ہماری دنیا و آخرت بنا دیجیے، ہماری اور ہمارے بچوں کی، ہمارے گھر والوں کی اصلاح فرما دیجیے، تزکیۂ نفس فرما دیجیے، ہم سب کی دنیا بھی سنوار دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے، آمین۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ، وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

---

[۲۱] فتح الباری: ۲۱۳/۱۱، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

توفیقِ توبہ

مرتبہ:
مولانا محمد مظہر صاحب مُجاز بیعت (خلیفہ) حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

توبہ کرو قبل اس کے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ
ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ، اَمَّا بَعْدُ
فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
وَ ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ
وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَ یَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ وَ الْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ [۲۲]
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَشَّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ

آج کل اس دور پُر فتن میں ہم لوگ روحانیات سے کٹ کر مادّیات کی طرف دوڑ رہے ہیں جس کی بنا پر اعمالِ صالحہ سے غفلت اور گناہوں کی طرف رغبت بڑھتی جا رہی ہے، لاکھوں افراد ایسے ہیں کہ جو اپنے دعویٰ میں مسلمان ہیں لیکن گناہوں میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے ہیں، فسق و فجور میں اس حد تک آگے جا چکے ہیں کہ گناہوں کے ترک کرنے اور توبہ و استغفار کا تصور بھی نہیں کرتے۔ اس کے بعد ان کے دل میں خیالات ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ اب ہماری توبہ ہی کیا قبول ہوگی؟ حالاں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد وَ ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وہ ایسا مالک ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ رحیم و کریم

[۲۲] الشوریٰ: ۲۵، ۲۶

www.khanqah.org

ہے، وہ ارحم الراحمین ہیں، ان کی رحمت سے کبھی نااُمید نہ ہوں، برابر توبہ کا اہتمام کرتے رہیں، گناہ ہوجائے پھر فوراً توبہ کریں۔ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب یہ شعر پڑھا کرتے تھے؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

صغائر کی مغفرت تو اعمالِ صالحہ سے بھی ہوسکتی ہے لیکن کبائر کی مغفرت مشروط ہے توبہ کے ساتھ۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مغفرت کی خوش خبری سُن کر گناہوں پر جرأت کرنا اس خیال سے کہ مرنے سے قبل توبہ کرلیں گے بہت بڑی حماقت، نادانی، بے وقوفی ہے کیوں کہ آیندہ کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کب نزع کا عالم طاری ہوجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے؎

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

حدیثِ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰی عَلَى اللهِ [۲۳] عقلمندی کی سند دربارِ رسالت سے اس شخص کو عطا ہورہی ہے جس نے اپنے نفس کا حکم نہیں مانا اور مابعد الموت کے لیے عمل کیا، اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی اُمیدیں لگائے رکھے۔ جتنے بھی گناہ ہوں سب توبہ کرنے سے معاف ہوسکتے ہیں۔ ترمذی شریف ابواب الدعوات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ
وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ

۲۳؎ جامع الترمذی: ۲/۲۷، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ، يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً[۲۴]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے انسان! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اُمید لگائے رہے گا میں تجھ کو بخشوں گا تیرے گناہ جو بھی ہوں، اور میں کچھ پروا نہیں کرتا ہوں، اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کچھ پروا نہیں کرتا ہوں۔ اے انسان! اگر تُو اتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے جس سے ساری زمین بھر جائے پھر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت سے تجھ کو نوازوں گا جس سے زمین بھر جائے۔

یہ حدیث مؤمن بندوں کے لیے اعلان عام ہے جو شہنشاہِ حقیقی کی طرف سے نشر کیا گیا ہے، انسانوں سے لغزشیں اور خطائیں ہو جاتی ہیں، احکام کی ادائیگی میں خامی رہ جاتی ہے، مواظبت اور پابندی میں فرق آجاتا ہے، چھوٹے بڑے گناہ بندہ اپنی نادانی سے کر بیٹھتا ہے، اللہ پاک نے اپنے بندوں کی مغفرت کے لیے یہ نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں مضبوط اُمید رکھتے ہوئے مغفرت کا سوال کرو، دل میں شرمندہ و پشیمان ہو کہ ہائے مجھ ذلیل و حقیر سے مولائے کائنات خالق موجودات تبارک و تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی اور آیندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے، اس پر اللہ جل شانہٗ مغفرت فرمادیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لَا اُبَالِيْ یعنی بخشنے میں مجھ پر کوئی بوجھ نہیں، مجھے کسی قسم کی کوئی پروا نہیں ہے، نہ بڑے گناہ بخشنے میں کوئی مشکل ہے نہ چھوٹا گناہ معاف کرنے میں کوئی مانع ہے۔

اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ گناہوں کی کثرت کی دو مثالیں ارشاد فرماتے ہوئے مؤمنین کو مزید تسلی دی اور فرمایا کہ اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ ان کو جسم بنایا جائے اور وہ زمین سے آسمان تک پہنچ جائیں اور ساری فضا (آسمان و زمین کے درمیان) کو

[۲۴] جامع الترمذی: ۲/ ۱۹۴، ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

بھر دیں تب بھی مغفرت مانگنے پر میں مغفرت کر دوں گا، اور اگر تیرے گناہ اس قدر ہوں کہ ساری زمین ان سے بھر جائے تب بھی میں بخشنے پر قادر ہوں اور سب کو بخشتا ہوں، تیرے گناہ زمین کو بھر سکتے ہیں تو میری مغفرت بھی زمین کو بھر سکتی ہے، بلکہ اس کی مغفرت تو بے انتہا ہے، آسمان و زمین کی وسعت اور ظرفیت اس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے، البتہ کافر و مشرک کی بخشش نہ ہوگی جیسا کہ حدیث شریف کے آخر میں بطور شرط کے فرمایا ہے لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا اور قرآن شریف میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ [۲۵]

بے شک اللہ نہیں بخشے گا اس کو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا دوسرے جتنے گناہ ہیں جس کے لیے وہ چاہے گا بخش دے گا۔ کافر و مشرک کی کبھی بھی مغفرت نہ ہوگی، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ مؤمن بندے سے جتنے بھی گناہ ہو جائیں اللہ کی رحمت اور مغفرت سے کبھی نااُمید نہ ہو، توبہ و استغفار میں لگا رہے اور مغفرت کی پختہ اُمید باندھے رہے۔

❁❁❁❁

دیدۂ اشک بارِیدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختؔر

۲۵؎ النسآء:۴۸

www.khanqah.org

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ[۲۶]

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اس لیے ہر شخص کو موت سے قبل اپنی فائل یعنی معاملات کو درست کرلینا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے سوال کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے زیادہ سمجھ دار آدمی کون ہے؟ فرمایا کہ جو موت کے لیے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہو اور جو موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے اور قبرستان میں پہنچ کر علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر سوچنے لگے، کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ اس جنازے کے ولی تھے آپ ہی علیحدہ بیٹھ گئے، فرمایاہاں مجھے ایک قبر نے آواز دی اور مجھ سے یوں کہا کہ اے عمر بن عبدالعزیز! تو مجھ سے یہ نہیں پوچھتا کہ میں ان آنے والوں کے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں؟ میں نے کہا ضرور بتا۔ اس نے کہا کہ ان کے کفن پھاڑ دیتی ہوں، بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں، خون سارا چوس لیتی ہوں، گوشت سارا کھالیتی ہوں اور بتاؤں کہ آدمی کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں؟ مونڈھوں کو بانہوں سے جدا کر دیتی ہوں اور بانہوں کو پہنچوں سے جدا کر دیتی ہوں اور سرینوں کو بدن سے جدا کر دیتی ہوں اور سرینوں سے رانوں کو جدا کر دیتی ہوں اور رانوں کو گھٹنوں سے اور گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو پاؤں سے جدا کر دیتی ہوں۔

یہ فرما کر عمر بن عبدالعزیز رونے لگے اور فرمایا دنیا کا قیام بہت ہی تھوڑا ہے اور اس کا دھوکا بہت زیادہ ہے اس میں جو عزیز ہے وہ آخرت میں ذلیل ہے، اس میں جو دولت والا ہے وہ آخرت میں فقیر ہے، اس کا جوان بہت جلد بوڑھا ہو جائے گا، اس کا زندہ بہت جلد مر جائے گا، اس کا تمہاری طرف متوجہ ہونا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے حالاں کہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے اور بے وقوف وہ ہے جو اس کے دھوکے میں پھنس جائے۔

کہاں گئے اس کے دلدادہ جنہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کیے، بڑی بڑی نہریں

---

۲۶ اٰل عمرٰن: ۱۸۵

نکالیں، بڑے بڑے باغ لگائے اور بہت تھوڑے دن رہ کر سب چھوڑ کر چل دیے، وہ اپنی صحت اور تندرستی سے دھوکے میں پڑے کہ صحت کے بہتر ہونے سے ان میں نشاط پیدا ہوا اور اس سے گناہوں میں مبتلا ہوئے، وہ لوگ خدا کی قسم دنیا میں مال کی کثرت کی وجہ سے قابل رشک تھے باوجود یہ کہ مال کے کمانے میں ان کو رکاوٹیں پیش آتی تھیں مگر پھر بھی خوب کماتے تھے، ان پر لوگ حسد کرتے تھے لیکن وہ بے فکر مال کو جمع کرتے رہتے تھے اور اس کے جمع کرنے میں ہر قسم کی تکلیف بخوشی برداشت کرتے تھے لیکن اب دیکھ لو کہ مٹی نے ان بدنوں کا حال کیا کر دیا ہے اور خاک نے ان کے بدنوں کو کیا بنا دیا۔ کیڑوں نے ان کے جوڑوں اور ان کی ہڈیوں کا کیا حال بنا دیا۔

وہ لوگ دنیا میں اونچی اونچی مسہریوں اور اونچے اونچے فرش اور نرم نرم گدوں پر نوکروں اور خادموں کے درمیان آرام کرتے تھے، عزیز واقارب، رشتہ دار اور پڑوسی ہر وقت دلداری کو تیار رہتے تھے لیکن اب کیا ہو رہا ہے، آواز دے کر ان سے پوچھ کہ کیا گزر رہی ہے؟ غریب امیر سب ایک میدان میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے مال دار سے پوچھ کہ اس کے مال نے کیا کام دیا؟ ان کے فقیر سے پوچھ کہ اس کے فقر نے کیا نقصان دیا؟ ان کی زبان کا حال پوچھ جو بہت چہکتی تھی، ان کی آنکھوں کو دیکھ کہ دنیا میں وہ ہر طرف دیکھتی تھیں، ان کی نرم نرم کھالوں کا حال دریافت کر، ان کے خوبصورت اور دلرُبا چہروں کا حال پوچھ کہ کیا ہوا؟ ان کے نازک بدن کو معلوم کر کہ کہاں گیا اور کیڑوں نے کیا حشر کیا؟

افسوس صد افسوس! اے وہ شخص جو آج مرتے وقت اپنے بھائی کی آنکھ بند کر رہا ہے، اپنے بیٹے، اپنے باپ کی آنکھ بند کر رہا ہے ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے اور کسی کو کفن دے رہا ہے، کسی کے جنازے کے ساتھ جا رہا ہے، کسی کو قبر کے گڑھے میں ڈال رہا ہے، کل کو تجھے یہ سب کچھ پیش آنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

(حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔"

❁❁❁❁

www.khanqah.org

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹّہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

www.khanqah.org

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت اور قرب کی جو بے مثل دولت بخشی تھی وہ محتاجِ بیاں نہیں۔ حضرت والا سراپا حاملِ تجلیاتِ الٰہیہ تھے، اللہ تعالیٰ کے نورِ نسبت سے آپ کا چہرہ ہمہ وقت رشکِ صد آفتاب و مہتاب روشن رہتا تھا۔ ظاہری نگاہوں کو خیرہ کردینے والے نورِ باطن کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت کا بے مثل درد بیان کرنے والی شیریں زبان بھی عطا فرمائی تھی جو آپ کی روحِ مبارک کو عطا ہونے والے علومِ آسمانی کی بہترین ترجمان تھی۔ حضرت والا کی زبان پر تاثیر سے ادا ہونے والا یہ درد بھرا وعظ اللہ کی رحمت سے مایوس لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی امیدِ رحمت بڑھانے کا سبب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس وعظ کو پڑھ کر اب تک ہزاروں افراد گناہوں سے تائب ہو کر نیک اعمال پر کاربند ہو گئے اور فاسقانہ زندگی سے نکل کر اللہ کی عاشقانہ حیات پا گئے۔

زیرِ نظر وعظ ان تین مواعظ میں سے ایک ہے جن کے متعلق عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو میرے تین مواعظ پڑھ لے گا ان شاء اللہ اسے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ وہ تین مواعظ یہ ہیں: ۱) استغفار کے ثمرات، ۲) فضائلِ توبہ، ۳) تعلق مع اللہ۔

ناشر
کتب خانہ مظہری